

علامہ قرآنی - حالات و آثار اور ان کی تصنیف و تالیف

الإحكام في تفسير القرآن عن الأحكام وخصائص الناحية والامام

کا مختصر تعارف

* ڈاکٹر حافظ غلام یوسف

بے پناہ حمد و ثنا اور صد ہزار شکر اللہ وحدہ لا شریک اور منعم حقیقی کا جس نے گوشت کے لوتھڑے سے انسان کو تراشا، اسے نامعلوم چیزوں کی تعلیم دی، قلم کے ذریعہ علم کی اشاعت کے گرسکھائے اور ان اوراق پریشاں کی شیرازہ بندی کی ہمت و قوت عطا فرمائی۔

لاکھوں درود و سلام نازل ہوں اللہ کے اُس نبی عربی فداہ ابی و امی پر جس نے جہالت و گمراہی کی تاریکی میں ٹامک ٹویے ٹوئیاں مارتی انسانیت کے سامنے علم و ہدایت کی مشعل روشن کی۔

تاریخ اسلام میں لاتعداد ایسی شخصیات گذری ہیں جنہوں نے اپنے علمی و فکری کاموں کی گہرائی و گیرائی کی وجہ سے علم و عمل کی دنیا میں ان منٹ نقوش چھوڑے ہیں، اور امت مسلمہ کے جسد میں نئی روح پھونکی، علمی و فکری میدان میں نمایاں کردار ادا کیا ہے، انہی نامور شخصیات میں سے علامہ قرآنی (۶۲۶-۶۸۳ھ) بھی ہیں جنہوں نے علم و عمل کی دنیا میں بہت گہرے نقوش چھوڑے ہیں، درج ذیل سطور میں علامہ قرآنی اور ان کی تصنیف لطیف الاحکام کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

مؤلف کے حالات زندگی

الإحكام کے مؤلف امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن اوریس بن عبدالرحمن صہناجی، مصری، قرآنی مالکی ہیں۔ اپنے وقت کے بہت بڑے مفسر، عظیم المرتبت محدث، فقیہ، اصولی، متکلم، زیرک مقرر، مناظر اور علم و ادب کے

* اسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامک لاء، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

مختلف گوشوں پر وسیع اور ناقدا نہ نظر رکھتے تھے۔ (۱) ان کی پیدائش (۶۲۶ھ) مصر میں ہوئی۔ علامہ قرانی اپنی کتاب ”العقد المنظوم فی الخصوص والعموم“ کے باب سوم میں لکھتے ہیں:

میری پیدائش (۶۲۶ھ) مصر میں ہوئی۔ علامہ محمد جعیط تیونس نے شرح تنقیح الفصول ۱: ۷ میں، کشف الظنون ۲: ۱۱۵۳، اور ہدیة العارفین ۱: ۹۹ میں بھی ان کی تاریخ پیدائش اور مقام ولادت کے بارے میں اسی طرح کی صراحت موجود ہے۔ (۲)

مؤلف کو قرانی کہنے کی وجہ

ان کے نام کے ساتھ ”قرانی“ کی نسبت کی وجہ یہ پیش آئی تھی کہ جس وقت وہ قدیم مصر کے محلہ دیرطین میں مقیم اپنے گھر سے مدرسہ جاتے تو راستہ میں ”قراۓ“ کے نام سے موسوم ایک قبرستان تھا۔ ایک دن حاضری کی رجسٹر میں ان کے ساتھیوں سے ان کا نام نہ پڑھا گیا اور اتفاق سے اُس دن علامہ قرانی سبق سے بھی غیر حاضر تھے تو ان کے ہم کتب ساتھیوں نے اُن کو قرانی کے لقب سے پکارا، کیونکہ وہ مدرسہ اسی راستہ سے آتے تھے جس میں ”قراۓ“ قبرستان واقع تھا۔ چنانچہ اُس دن سے قرانی ان کے نام کا حصہ بن گیا اور بعد میں انہوں نے اسی نام کی وجہ سے شہرت پائی۔ (۳)

علامہ قرانی بذات خود اپنی کتاب العقد المنظوم فی الخصوص والعموم میں نسبت کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قبائل کے دیگر ناموں مثلاً تمیم، ہاشم کی طرح قراۓ یہ بھی کسی قبیلہ کا نام تھا، قبائل کے نام بھی درحقیقت کسی معین مرد یا عورت کے نام سے منسوب ہوتے ہیں، اور بعد میں وہ قبیلہ اسی نسبت سے مشہور ہو گیا ہو۔ یہ قبیلہ مصر کے مضافات میں اُس وقت آکر آباد ہوا جب حضرت عمرو بن العاصؓ اور اُن کے ساتھیوں نے مصر فتح کیا، چنانچہ اسی وقت سے یہ بستی قراۓ کے نام سے مشہور ہو گئی۔ یہ بستی مصر شہر اور بوکۃ الاشراف کے درمیان واقع ہے۔ قرانی

کے عنوان سے میری شہرت کی یہ وجہ نہیں کہ میرا تعلق اُس قبیلہ سے تھا بلکہ میں نے کچھ وقت اسی ہستی میں گزارا تھا جہاں یہ قبیلہ آباد تھا اور اسی وجہ سے میری نسبت ”قرانی“ مشہور ہوگئی۔ میرا تعلق مراکش کے شہر قطر سے ہے۔ البتہ میری پیدائش، نشوونما اور تعلیم و تربیت مصر میں ہوئی۔ علامہ محمد جعیط تینوی نے ”شرح تنقیح الفصول“ ۶:۱-۷، کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ان کی نسبت کی یہ وجہ بظاہر زیادہ معتبر معلوم ہوتی ہے۔ (۴)

علامہ قرانی کے اساتذہ و شیوخ

اللہ تعالیٰ نے علامہ قرانی کو منفرد اور نادر صلاحیتوں سے نوازا، انہوں نے اپنے وقت کے بڑے بڑے علماء کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے۔ آپ کے مشہور ترین اساتذہ کرام میں سے امام عز الدین بن عبد السلام شافعی، جو سلطان العلماء کے لقب سے مشہور تھے، امام شرف الدین محمد بن عمران المعروف شریف گرگی، قاضی القضاة (چیف جسٹس) شمس الدین ابوبکر محمد بن ابراہیم بن عبد الواحد درہسی مقدسی، شیخ شمس الدین خسرو شاہی اور امام جمال الدین ابن حاجب وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین کے نام قابل ذکر ہیں۔ (۵)

علامہ قرانی نے سب سے زیادہ علمی استفادہ شیخ عز الدین بن عبد السلام، شافعی سے کیا۔ بہت سے علوم و فنون کی تعلیم ان سے حاصل کی۔ شیخ کی تعلیم و تربیت سے علامہ قرانی ایک باوقار اور عظیم الشان شخصیت کے حامل فرد بنے اور اس کے ساتھ ساتھ ان میں آزاد فکر کا جذبہ پیدا ہوا۔ شیخ عز الدین جب (۶۳۹ھ) مصر تشریف لائے تو اس وقت علامہ قرانی کی عمر پندرہ سال تھی۔ چنانچہ اس وقت سے لے کر شیخ عز الدین کے وفات (۶۶۰ھ) تک تقریباً بیس سال کے طویل عرصہ تک علامہ قرانی نے ان سے علمی استفادہ کیا۔ (۶)

شیخ عز الدین بن عبد السلام نے بھی ان پر دل و جان سے محنت کی، اپنی وسعت علم، غیر معمولی ذہانت، دین میں پختگی، غیر معمولی شخصیت، دین حق کی تائید میں جرأت کا اظہار، علم و فضل اور تقویٰ جیسے تمام اچھے اوصاف کو علامہ قرانی میں منتقل کر دیا۔ علامہ قرانی نے بھی اپنا تمام وقت اپنے استاذ کے سپرد کر دیا اور اس علم کے سمندر سے خوب جی بھر کر سیراب ہوئے علامہ قرانی احادیث کی روایت کے علاوہ ان کے اقوال کو بکثرت نقل کرتے ہیں اور

اپنی کتابوں میں جا بجا اپنے اُستاد کے لئے تعریفی کلمات لکھتے ہیں۔ چنانچہ الفروق میں لکھتے ہیں:

شیخ عز الدینؒ اتنے عظیم مقام پر فائز تھے کہ اُن کے ہم عصر بڑے بڑے علماء اور فقہائے کرام بھی علمی استفادہ کے لئے ان کے محتاج تھے۔ مسائل عقلیہ و نقلیہ پر اُن کی نادر تحریرات موجود ہیں۔ اور وہ ایسے زریں اور نادر نکات کا انکشاف فرماتے تھے کہ ان کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے حصہ میں یہ علمی سعادت نہ آسکی۔ (۷)

علامہ قرانیؒ ’الفروق‘ ہی میں دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

شیخ عز الدین کا شمار اُس وقت کے سربرآوردہ علماء میں ہوتا تھا۔ دینی علوم کے حوالے سے وہ بہت ہی باصلاحیت اور عوام و خواص کے مصالِح کی رعایت رکھنے والے تھے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات پر سختی سے کار بند تھے۔ اور وہ تو بادشاہوں تک کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور اللہ کے دین کے معاملے میں کسی کی ملامت کا کوئی خوف محسوس نہیں کرتے تھے۔ (۸)

شیخ عز الدینؒ عظیم رہنما اور بے مثال شخصیت کے مالک تھے۔ علامہ قرانیؒ ان کی شخصیت سے اتنے زیادہ متاثر ہیں کہ ان کے دل و دماغ پر اُنہی کی چھاپ نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ قرانی کی سوچ و فکر، انداز بیان، تالیف کے طریقہ کار وغیرہ تمام اُمور میں ان کے استاذ کے جملہ افکار و نظریات کا عکس نمایاں نظر آتا ہے۔

علامہ قرانیؒ نے علوم کی تحصیل اور اُن کی معرفت کے حصول کے لئے بہت زیادہ محنت کی۔ علوم شریعہ میں اتنی پختگی، ملکہ اور مہارت پیدا کر لی تھی کہ اُن کی ان علمی صلاحیتوں نے انہیں امام کے منصب تک پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو امتیازی مہارت اور انداز بیان کی عجیب اور منفرد صلاحیت کا زبردست ملکہ عطا فرمایا تھا۔

بہت سے ذہین اور لائق طلبہ مسائل کی توضیح و تشریح، دلائل کی تحقیق و تنقیح، مشکل اور پیچیدہ مسائل ان سے دریافت کرتے تھے۔ بے دین اور دین کے مخالفین کا قلع قمع کرنے کے لئے ہمہ وقت کمر بستہ رہتے تھے۔ تصنیف و تالیف میں ان کی سرعت رفتار کا یہ عالم تھا کہ آٹھ ماہ کے قلیل عرصہ میں انہوں نے گیارہ علوم پر قیمتی اور نادر تصانیف تالیف فرمائیں۔ (۹)

علوم شریعہ میں مہارت اور کمال دسترس کے باوجود ان پر جو تنقید کی جاتی ہے وہ علوم حدیث کے بارے میں ان کی کم مائیگی ہے۔ چنانچہ ”الفروق“ میں خود اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سَأَلْتُ جَمَاعَةً مِّنَ الْمُحَدِّثِينَ وَالْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِينَ فِي الْعِلْمِ عَمَّنْ يُرَوِّى
قَوْلَهُ ﷺ ”لَا غَيْبَةَ فِي فِاسِقٍ“ فَقَالُوا لِمَى لَمْ يَبْصَحْ (۱۰)

”میں نے محدثین اور محقق ماہر علماء سے رسول اللہ ﷺ سے مروی اس قول ”فاسق کے فسق و فجور کو بیان کرنا غیبت نہیں ہے“ کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔“

علامہ قرآنی کی کتابوں میں بعض موضوع اور کچھ موضوع کے قریب احادیث ملتی ہیں، انہی موضوع احادیث میں سے ”الفروق“ میں نقل کردہ یہ حدیث بھی ہے:

۱- قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْمَعْدَةُ بَيْتُ الدَّاءِ وَالْحَمِيَّةُ رَأْسُ الدَّوَاءِ وَصَلَاحُ كُلِّ جَسْمٍ مَا
اعْتَادَ (۱۱) مَعْدَهُ بِيَمَارِي كَاغْهَرُ هُوَ أَوْرُورٌ بِهَيْزَسَبٍ سَعَى بَرَأْعِلَاجٍ هُوَ جَسْمٌ كَى اَصْلَاحِ اَنْهَى شَىءٍ سَعَى مُمْكِنٌ هُوَ
جَنُّ كَاوَهٌ عَادَى هُوَ۔ يَهُ هَدِيثٌ نَهَى هُوَ بَلْكَه حَارِثُ بِنِ كَلْدَه ثَقْفَى كَا قَوْلُ هُوَ جَو كَعَرَبِ كَع مَعْرُوفِ طَبِيبِ
تَحَى۔ (۱۲)

حدیث کے عنوان سے الفرق، میں موجود یہ عبارت:

۲- قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: النَّاسُ كُلُّهُمْ هَلَكِي إِلَّا الْعَالَمُونَ، وَالْعَالَمُونَ كُلُّهُمْ هَلَكِي إِلَّا
الْعَامِلُونَ وَالْعَامِلُونَ كُلُّهُمْ هَلَكِي إِلَّا الْمُخْلِصُونَ (۱۳)، (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علماء کے علاوہ
تمام لوگ ہلاک و برباد ہونے والے ہیں، اور علماء بھی ہلاک و برباد ہونے والے ہیں سوائے ان لوگوں کے
جو علم کے مطابق عمل کرنے والے اور عمل کرنے والے بھی ہلاک و برباد ہونے والے ہیں مگر وہ لوگ کامیاب
و کامران ہوں گے جنہوں نے علم کے مطابق انتہائی اخلاص کے ساتھ عمل کیا)۔ یہ موضوع حدیث ہے جس
کی صراحت موضوعات حدیث کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔ (۱۳)

احادیث کے عنوان سے موجودہ عبارات جنہیں موضوعات کی فہرست میں شمار کیا جاتا ہے اُن میں سے الفروق، میں نقل کردہ درج ذیل عبارات ہیں:

۳- قال عليه الصلاة والسلام الطلاق والعناق من أيمانِ الفساق (۱۵)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طلاق اور عناق فاسقوں کی قسمیں ہیں۔

۴- قوله عليه السلام من حَلَفَ واستثنى عاد كمن لم يخلف (۱۶)، رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کہ جس شخص نے قسم اٹھانے کے بعد ان شاء اللہ کہہ دیا تو وہ ایسا ہی ہے گویا اُس نے قسم کھائی ہی نہیں۔ یہ دونوں عبارات موضوعات حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ (۱۷)

ان کے علاوہ الفروق میں ہے:

۵- عن أبي موسى الأشعري ؓ أنه كان يقول: إنا لنكثيرُ في وجوه أقوام وإن قلوبنا لتلعنهم (۱۸)۔ (حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں: کہ ہم بعض لوگوں کے سامنے اُن سے ہنسی مذاق کر رہے ہوتے ہیں جبکہ ہمارے دل اُن پر لعنت بھیج رہے ہوتے ہیں)۔

اس قول کو بھی علامہ قرانیؒ نے حدیث شمار کیا ہے حالانکہ یہ حدیث نہیں ہے بلکہ حضرت ابو درداءؓ کا قول ہے، جس کی صراحت امام بخاریؒ نے ”صحیح البخاری“ (۱۹) میں کی ہے۔ اس طرح کی مثالیں اور بھی بکثرت موجود ہیں بطور نمونہ یہاں صرف چند مثالوں پر اکتفاء کیا گیا۔

لیکن یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ اس طرح کے کئی علماء کی مثال پیش کی جاسکتی ہے جو ایک فن میں امام اور اپنی مثال آپ ہوتے ہیں جبکہ دوسرے علوم میں اُن کی معلومات ایک عام آدمی کے برابر ہوتی ہیں۔ اس طرح کی مثالوں کو بنیاد بنا کر کسی عالم کی تنقیص یا اُس پر کتہہ چینی نہیں کی جاسکتی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا أُوْتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (۲۰) تمہیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے، ﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ (۲۱)، کہہ دیجئے اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما۔

علامہ قرانی کے تلامذہ

علامہ قرانی مرجعِ خلائق تھے۔ دُور دراز کے ممالک سے بڑے بڑے علماء ان سے ملاقات اور بالمشافہ گفتگو کرنے کے لئے حاضر ہوتے تھے، انہی علماء میں سے اِکمال الإِکمال علیٰ صحیح مسلم للقاضی عیاض کے مؤلف امام ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بَقُورِی، مراکشی، اندلسی (م: ۷۰۷ھ) بھی ہیں، جو مصر میں علامہ قرانی کے پاس حاضر ہوئے۔ ان سے علمی استفادہ کے علاوہ الفروق کا خلاصہ اور اس کی تہذیب و تزئین کے ساتھ اس کو ترتیبِ جدید سے مرتب بھی کیا۔ اس بات کا تذکرہ محمد مخلوف نے شجرة النور الزكية، ص: ۲۱۱، میں اور ابن فرحون نے اپنی کتاب الدیباچ المذہب، ص: ۳۲۲، میں کیا ہے۔

مختصر ابن حاجب کے شارح امام ابن راشد محمد بن عبد اللہ بن بکری تینوی، بھی علامہ قرانی سے فیض حاصل کرنے والوں میں شامل ہیں جس کا تذکرہ تُنبُکُحْتی نے ”نیل الابتهاج“ ص: ۲۳۵، میں کیا ہے۔

علامہ ابن راشد محمد اپنی طالبِ علمی کے دور کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تینوں کے بڑے بڑے نحویوں اور ادیبوں سے ملاقات کی اور ان سے علم حاصل کرنے کے بعد جب میں اسکندریہ پہنچا تو وہاں بھی میری ملاقات بڑے بڑے بھر علماء سے ہوئی، اُن میں سے قاضی القضاة ناصر الدین بن منیر، کمال شمس، ناصر الدین ابن اَبیاری، ضیاء الدین بن علاق اور محیی الدین حافی جیسے اکابر علماء کرام کے نام قابل ذکر ہیں جن سے میں نے علم حاصل کیا۔ اس کے بعد میں شہاب قرانی سے ملنے قاہرہ پہنچا جو اپنے وقت کے فقہ مالکی کے امام تھے، اپنے ہمعصروں میں ایک نادر شخصیت اور اپنی مثال آپ تھے، انتہائی سعادت مند، بڑے عظیم اور ذہین تھے۔ مناظروں میں ہمیشہ اپنے حریفوں پر فتح یاب ہونے والے اور مقابلے کے ہر میدان میں سبقت لیجانے والے، تمام علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر، انہوں نے اپنی پوری زندگی تعلیم و تعلم کے لیے وقف کی ہوئی تھی۔ مجھے اُن کے ہاں وہ مقام و عزت ملی جیسے آنکھ میں سیاہ حصہ اور جسم میں روح کو حاصل ہوتی ہے۔ (۲۳)

وہ ایک ایسے مذہبی پیشوا تھے جن کے پاس اطرافِ عالم سے آنے والے لوگوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ اُس دور میں ان کے شیخ الاسلام ہونے پر مالکی علماء کے علاوہ دوسرے تمام علماء بھی متفق تھے۔ علامہ سیوطی لکھتے

ہیں، انتہت إلیہ ریاسة المالکیة فی مصرہ، علامہ قرانی اپنے وقت کے فقہ مالکی کے سب سے بڑے امام و پیشوا تھے۔ (۲۴)

علامہ ابن فرحون نے قاضی القضاة (چیف جسٹس) تقی الدین بن شکر کا قول نقل کیا ہے کہ تمام شوافع اور مالکیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہمارے زمانے کے علماء میں سے سب سے زیادہ عالم فاضل تین حضرات ہیں: قدیم مصر میں مقیم علامہ قرانی، اسکندریہ کے شیخ ناصر الدین ابن مہیر اور قاہرہ کے شیخ ابن دقین العید۔ (۲۵)

علامہ سیوطی نے اپنی کتاب حسن المحاضرة، ۱: ۱۲۷، میں علامہ قرانی کا شمار مصر کے مجتہدین میں کیا ہے۔ اُن کے حالات زندگی دیگر عام علماء کے حالات زندگی کے ساتھ تحریر نہیں کئے جن کا تعلق مذاہب اربعہ میں کسی نہ کسی مسلک سے ہے۔ علامہ سیوطی نے اس کے ساتھ ہی قاضی القضاة (چیف جسٹس) تقی الدین بن شکر کا مذکورہ بالا قول بھی نقل کیا ہے۔

علامہ قرانی بحیثیت ریاضی دان

علامہ قرانی علوم شرعیہ میں امامت کے درجہ پر فائز ہونے کے علاوہ بہت بڑے ریاضی دان اور ماہر فلکیات بھی تھے۔ متحرک تصاویر پر نئی ایجادات کے حوالے سے انہوں نے تحقیقی و تجربی کام کر کے بڑی شہرت و فضیلت حاصل کی تھی۔

علامہ قرانی اپنی کتاب ”نفائس الاصول فی شرح المحصول“ میں دلالت صوتیہ کے بارے میں لکھتے ہیں: کیا صرف آواز کون کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ فلاں شخص کی آواز ہے؟ تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی کہ صرف آواز سن کر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یقیناً یہ فلاں شخص کی آواز ہے۔ کیونکہ انسان کے علاوہ کسی دوسری مصنوعی چیز سے بھی آواز پیدا کی جاسکتی ہے۔ (۲۶)

عجیب و غریب گھڑی کی ایجاد

علامہ قرانی ”نفائس الاصول فی شرح المحصول“ ہی میں لکھتے ہیں:

مجھے معلوم ہوا کہ ملک کامل (۲۷) کے لئے چراغ رکھنے کے لئے پیتل کا بنا ہوا ستون نما لمبا چراغدان رکھا جاتا تھا جس میں مختلف خانے بنے ہوئے تھے۔ رات کے وقت ہر گھنٹہ کے بعد ایک خانہ کھلتا تھا اور اس میں سے ایک انسان کی شبیہ برآمد ہوتی اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوتی۔

جب دس گھنٹے گزر جاتے تو اُن میں سے ایک انسانی شبیہ چراغدان کے سب سے اوپر والے خانے میں پہنچ کر صبح کا سلام ان الفاظ میں کرتی تھی ”صبح اللہ السلطان بالخیر والسعادة“۔

علامہ قرانی کہتے ہیں کہ:

”میں نے بھی اسی طرح کا ایک چراغدان بنایا اور میں نے اُس میں یہ اضافہ کیا کہ ہر گھنٹہ کے بعد اُس میں رکھے ہوئے چراغ کا رنگ تبدیل ہو جاتا۔ اُس میں شیر کی ایک شبیہ بنائی جس کی دونوں آنکھیں پہلے سیاہ رنگ پھر سفید رنگ اور اس کے بعد سُرخ رنگ میں تبدیل ہو جاتیں تھیں۔ ہر گھنٹہ کے بعد اُن کا ایک نیا رنگ ہو جاتا تھا۔ اور دو پرندوں کے منہ سے دو کنکر گرتے تھے، آدمی کی شبیہ اُس چراغدان میں داخل ہوتی اور دوسری باہر آتی ایک دروازہ کھلتا اور دوسرا بند ہو جاتا اور جب صبح ہو جاتی تو ایک انسانی مجسمہ چراغدان کے سب سے اوپر والے خانے میں پہنچ کر اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال کر اذان کا اشارہ کرتا لیکن میں اُس میں آواز پیدا کرنے سے قاصر رہا۔ اس کے بعد میں نے ایک جانور بنایا جو چلتے وقت دائیں بائیں دیکھتا تھا اور سیٹی بجاتا تھا لیکن وہ بھی بات نہ کر سکتا تھا“۔ (۲۸)

یہ ایجاد امام قرانی کی ذکاوت اور صنعت سازی کی عجیب و غریب اور امتیازی مہارت کی دلیل ہے۔

علامہ قرانی کا شکوہ

علامہ قرانی اکثر و بیشتر حاسدین، فسادی اور فتنہ پرور مناظرین کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ علوم کو چوری کرنے والے، علم و معرفت کے نام نہاد دعویدار، ذی عقل علماء کی عقل کو اُچک لینے والے ہوتے ہیں اور وہ

ہر زمانے ہر صحر اور ہر شہر و قصبہ میں موجود ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے بچنے کی ترغیب دیتے وقت درج ذیل اشعار پڑھا کرتے تھے:

وَإِذَا جَلَسْتَ إِلَى الرِّجَالِ وَ أَشْرَقْتَ فِي جَوْءِ بَاطِنِكَ الْعُلُومِ الشُّرُوءِ
 جب تو لوگوں کے پاس بیٹھے اور تیرے باطن کے بدک جانے والے نادر علوم روشن ہونے لگیں
 فَاحْذَرِ مَنَاطِرَةَ الْحَسُودِ فَإِنَّمَا تَفْتَاطُ أَنْتَ وَ يَسْتَفِيدُ وَيَجْحَدُ
 تو حاسد کے ساتھ مناظرہ سے بچو کیونکہ تم تو غصہ میں آ جاؤ گے اور وہ فائدہ اٹھا کر انکار کر دے گا
 اس کے علاوہ اکثر و بیشتر محی الدین المعروف حائلی کے یہ اشعار پڑھتے رہتے تھے۔

عَتَبْتُ عَلَى الدُّنْيَا بِتَقْدِيمِ جَاهِلٍ وَ تَاخِيرِ ذِي عِلْمٍ فَقَالَتْ خُذِ الْعِذْرَةَ
 میں نے جاہل کو فوقیت دینے اور صاحب علم کو محروم رکھنے پر دنیا سے اظہار ناراضگی کیا، تو دنیا نے
 جواب دیا عذر سنو!

بَنُو الْجَهْلِ أَبْنَاءِي ، وَكُلُّ فَضِيلَةٍ فَأَبْنَاؤُهَا أَبْنَاءُ ضَرَّتِي الْأُخْرَى
 جاہل میرے فرزند ہیں، ہر فضیلت اور کمال کے فرزند میری دوسری سوکن کے فرزند ہیں (۲۹)

کتاب کے نام کی تحقیق اور زمانہ تالیف

یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک نہایت اہم متن ہے۔ کتاب کے نام کے بارے میں موجود عبارات کے درمیان خاصا اختلاف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے اکثر قلمی نسخوں کے شروع اور آخر میں اس کا نام الاحکام فی تمییز الفتاویٰ عن الاحکام وتصرف القاضی و الإمام لکھا ہوا ہے۔ جبکہ امام قرانی کی معروف تصانیف الفروق (۳۰)، اور شرح تنقیح الفصول فی الأصول ص: ۱۹۶، الفصل السابع فی نقص الاجتهاد میں مکمل نام الاحکام فی الفرق بین الفتاویٰ والاحکام و تصرف القاضی و الإمام موجود ہے۔ (۳۱)

الفروق ہی میں کتاب کا نام الإحكام فى الفرق بين الفتاوى والأحكام (۳۲)، نیز علامہ ابن

فرحون کی دو کتابوں:

○ الدیاج المذهب فى معرفة أعيان علماء المذهب (۳۳)

○ تبصرة الحکام، (۳۴)

نیز علامہ طرابلسی کی کتاب مُعین الحکام، (۳۵) میں بھی کتاب کا نام اسی طرح مذکور ہے۔ اور الفروق

ہی میں اس کتاب کا نام الإحكام فى الفتاوى والأحكام و تصرف القاضى والامام بھی ہے۔ (۳۶)

جب کہ مؤخر الذکر دونوں کتابوں تبصرة الحکام (۳۷) اور مُعین الحکام (۳۸)، میں الإحكام فى

تمییز الفتاوى والأحكام بھی مذکور ہے۔ اس کے علاوہ علامہ علیش کے فتاویٰ فتح العلی المالک، ۱: ۵۸

میں اس کا نام الإحكام فى تمییز الفتاوى عن الأحكام و تصرف القاضى والامام ہے۔ (۳۹)

بظاہر مختلف کتابوں میں نام کا یہ فرق اس وجہ سے ہے کہ ان میں سے بیشتر نام حقیقی واصلی نام نہیں بلکہ کتاب کے اصلی نام کے لیے رموز و اشارہ ہیں۔ ان تمام ناموں میں صحیح، مناسب اور مکمل ترین وہ پہلا نام ہے جو کہ کتاب کے متفرق مطبوعہ نسخوں کے شروع اور اختتام میں موجود ہے۔ اور ان ناموں میں سے بھی سب سے زیادہ مکمل نام وہ ہے جو کہ ”دارالکتب المصریہ“ میں موجود قلمی نسخہ میں ہے شیخ ابوغزہ فرماتے ہیں کہ: میں نے اس کتاب کے لئے اسی نام: الإحكام فى تمییز الفتاوى عن الأحكام و تصرفات القاضى و الإمام کو بطور عنوان اختیار کیا ہے۔ کیونکہ اس میں تصرفات جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ اور جو جامعیت و معنویت، یکسانیت اور حسن ترتیب تصرفات کے صیغہ میں پائی جاتی ہے یہ خصوصیات واحد کے صیغہ تصرف میں نہیں پائی جاتی۔

امام احمد بن یحییٰ و نَشْرِيشی نے بھی اپنی کتاب الإعیار المُعرب ۱۲: ۶ میں قرآنی کی کتاب کا حوالہ دیتے

ہوئے الإحكام فى تمییز الفتاوى عن الأحكام و تصرف القاضى والامام نقل کیا ہے۔ علامہ قرآنی نے

بذات خود بھی الاحکام کے مقدمہ میں تصرف کے بجائے تصرفات کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں

وقد وقع بينى وبين الفضلاء مباحث فى أمر الفرق بين تصرفات الحُكَّام و تصرفات الائمة

”میرے بعض فاضل ساتھیوں اور میرے درمیان فتویٰ اور فیصلہ میں فرق، قاضی اور حکمران کے اختیارات میں تمیز کے بارے میں اختلاف واقع ہوا تھا۔“

مقدمہ کے آخر میں لکھتے ہیں: وَأُنْبَهْ عَلَيَّ غَوَامِضَ تِلْكَ الْمَوَاضِعِ وَفُرُوعِهَا فِي الْأَحْكَامِ وَالْفَتَاوَى وَتَصَرُّفَاتِ الْأَثْمَةِ، اِنْ مَقَامَاتِ كَيْ دَقِيقِ نِكَاتِ، قَاضِي كَيْ اِخْتِيَارَاتِ، اِحْكَامِ اَوْ قَاوِي سِي مَتَعَلِقِ مَسْأَلِ پَرُوشِي ذَالِنَا چَا هِتَا هُوں۔ علامہ قرانی کی ان عبارات کو دیکھتے ہوئے اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ ”تصرف الأئمة“ واحد کے صیغہ کی بہ نسبت ”تصرفات الأئمة“ (جمع کا صیغہ) زیادہ مناسب اور صحیح ہے۔ (۴۰)

کتاب کا یہ نام اگرچہ طویل ہے لیکن اتنا طویل بھی نہیں جیسا کہ بعض اکابر علمائے مالکیہ اور علماء مراکش کی کتابوں کے طویل نام ہیں۔ اس نام کا ایک ایک لفظ مستقل معنی پر دلالت کرتا ہے جو کہ کسی اور لفظ سے ادا نہیں ہو سکتا۔

تاریخ تالیف

اس کتاب کی تاریخ تالیف متعین نہیں، لیکن یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ علامہ قرانی نے اپنی کتاب الفروق کی تالیف اہل احکام کے بعد کی ہے۔ کیونکہ علامہ قرانی نے الفروق میں جا بجا الاحکام کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی خوب تعریف و توصیف کی ہے۔

علامہ قرانی الفروق میں لکھتے ہیں:

میری ایک کتاب ہے جس کا نام میں نے الإحكام في تمييز الفتاوى عن الأحكام و تصرفات القاضی و الإمام رکھا ہے۔ اس کتاب میں چالیس مسائل بیان کئے ہیں۔ جو ”الفروق“ کے اسرار و رموز کو جامع ہیں۔ اپنے فن کے اعتبار سے یہ ایک بہت ہی عمدہ، معیاری اور ایک مستقل کتاب ہے۔ یہاں اُس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے جو چاہے اس کتاب کا مطالعہ کر لے یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک عمدہ کتاب ہے اور اس فن کے بارے میں معلومات حاصل کرنے والوں کے لئے بہت زیادہ نفع بخش ہوگی۔ (۴۱)

علامہ قرانی الفروق، ہی میں ایک مقام پر لکھتے ہیں:

کسی بھی فقیہ نے، مفتی اور حاکم کے فیصلہ میں فرق کو بہتر انداز میں بیان نہیں کیا، کیونکہ یہ بہت ہی خفیف و باریک فرق ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی کتاب الاحکام فی تمییز الفتاویٰ میں یہ باریک فرق اچھی طرح واضح کر دیا ہے۔ نیز الاحکام میں چالیس مختلف مسائل ذکر کیے گئے ہیں جس سے یہ فرق خوب واضح ہو گیا ہے جس شخص کو بھی اس بارے میں معلومات درکار ہوں وہ میری مذکورہ کتاب سے استفادہ کرے تو اُسے بہت مفید پائے گا۔ (۴۲)

علامہ قرانی کی کتاب الفروق کے مطبوعہ نسخوں میں الفروق کی تالیف مکمل ہونے کی تاریخ کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا۔ البتہ علامہ قرانی اپنی کتاب شرح تنقیح الفصول فی الاصول کے آخر میں لکھتے ہیں کہ میں اس کتاب کی تصنیف و تالیف سے بروز پیر ۹ شعبان، ۱۲۷۷ھ کو فارغ ہوا۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ الاحکام کی تالیف ۱۲۷۷ھ سے پہلے ہوئی ہے۔ کیونکہ علامہ قرانی کی تاریخ وفات ۱۲۸۴ھ ہے۔ (۴۳)

الإحکام کی تدوین جدید میں شیخ عبدالفتاح ابو غندہ کا کردار

شیخ عبدالفتاح ابو غندہ جو کہ معروف شامی الاصل حنفی فقیہ (م: ۹۰ شوال ۱۲۱۷ھ / ۶۱ فروری ۱۹۹۷ء) تھے، انہوں نے علامہ قرانی کے حالات زندگی اور ان کی کتاب الاحکام کے بارے میں ایک تفصیلی مقدمہ تحریر کیا ہے جس سے اس کتاب کی افادیت میں کئی اضافہ ہو گیا ہے۔ ابو غندہ کی تحقیق اور تدوین حدیث سے متعلق چیدہ چیدہ نکات ملاحظہ ہوں:

شیخ ابو غندہ نے الاحکام کو مختلف خطی اور مطبوعہ نسخوں کے تقابلی سے تدوین جدید کے ساتھ مرتب کیا ہے اور اسے اپنے وقیع حواشی اور تعلیقات سے مزین کیا ہے۔ ان تعلیقات اور حواشی کی ضخامت اصل متن کے تقریباً نصف کے قریب ہے۔

شیخ ابوغده فرماتے ہیں:

الإحكام کی تحقیق اور تدوین جدید کے دوران کئی مقامات پر الإحكام اور الفروق کی اُن مباحث میں جو ان دونوں کتابوں میں تقریباً یکساں ہیں، اور جن میں قارئین کے لئے کوئی مفید مباحث ہیں، اُن کے درمیان ربط پیدا کرنے کی میں نے پوری کوشش کی ہے۔

○ اکثر مواقع پر جہاں دونوں کتابوں کے مباحث میں مجھے یکسانیت نظر آئی میں نے اُن تمام مسائل کا حوالہ دیدیا، لیکن وہ مقامات جہاں میں نے محسوس کیا کہ قاری کے لیے اس کا مزید مطالعہ مفید ثابت ہوگا تو میں نے ”الإحكام“ کے حاشیہ پر ”الفروق“ کی عبارات قارئین کے استفادہ کے لئے نقل کر دیے ہیں۔

○ الإحكام کو مزید فائدہ مند اور معلومات افزا بنانے کے لئے قاضی ابن فرحون مالکی (م: ۷۹۹ھ) کی کتاب تبصرة الحکام فی اصول الاقضیة و مناهج الاحکام اور قاضی علاء الدین طرابلسی حنفی (م: ۸۴۳ھ) کی کتاب معین الحکام فیما یتردد بین الخصمین من الاحکام سے بھی متعلقہ اقتباسات حاشیہ پر نقل کر دیے گئے ہیں۔

○ محققین کے استفادہ کے لئے الإحكام میں موجود آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی تخریج اصل مصادر سے کی ہے۔ صحت و سقم کے حوالے سے بعض احادیث پر کی گئی جرح کی بھی نشاندہی کر دی ہے۔ اور الإحكام میں موجود شخصیات کے حالات زندگی کا تذکرہ کر دیا تاکہ قاری شخصیات کے علمی تشخص اور مقام کو پہچان سکے۔

○ الإحكام کی عبارت میں اگر کوئی تحریف یا سقم نظر آیا تو حسب استطاعت اس کی اصلاح کر دی ہے۔ اور بعض مفصل جملوں کی اختصار کے ساتھ آسان الفاظ میں تشریح بھی کر دی گئی ہے۔

کتاب کے آخر میں آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، اعلام اور ماخذ و مصادر کا انڈکس اور اشاریہ دیدیا ہے
شیخ ابوغده لکھتے ہیں:

میں نے اس کتاب کو آسان اور عمدہ انداز میں پیش کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ میری

محنت قاری کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کام کو محض اپنے فضل و کرم اور لطف و عنایت سے شرف قبولیت بخشے، اس کتاب کو مفید عام بنائے اور ہمیں اپنے دین اور شریعت مطہرہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، فذلک الفضل العظیم۔ (۴۴)

کتاب تصنیف کرنے کی وجہ

علامہ قرانی نے الاحکام کی تصنیف و تالیف میں عام طرزِ تحریر نہیں اپنایا، بلکہ علامہ قرانی نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہونے والے مختلف مسائل سے متعلق چالیس سوالات کے جوابات اور تبادلہ خیال کو کتابی شکل میں قلمبند کیا ہے۔ علامہ قرانی نے الاحکام کا مقدمہ خود تحریر کیا جس میں انہوں نے، کتاب لکھنے کی ضرورت و اہمیت، اہم نکات اور اہداف کو اور اپنے طرزِ تحریر کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

ﷺ

اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر کا طالب بندہ فقیر احمد بن ادریس ماکئی رقمطراز ہے، تمام تعریفیں تمام جہانوں کے بادشاہوں کے بادشاہِ حقیقی کے لئے کہ تمام دنیا اسی کی عنایت و عطاء ہیں۔ وہ کریم اور بہت احسان کرنے والی ذات ہے اُن کا ہر فیصلہ عدل و احسان پر مبنی ہوتا ہے۔ اسی نے صحیفے نازل فرمائے اور دنیا کے وسائل کو اپنی اعلیٰ ارفع نعمتوں کے حصول کے لیے مشروع قرار دیا، جس سے حق عیاں ہوا، عدل و انصاف کا بول بولا ہوا، ظلم و زیادتی ملیا میٹ ہوئی، وہی نیکیوں کو پروان چڑھاتا ہے اور سیمات کو مٹاتا ہے، وہ بڑے غلبہ والا بادشاہ ہے، بہت زیادہ عطا کرنے والا، پردہ پوشی کرنے اور مسلسل مغفرت کرنے والا ہے۔

درود و سلام کے تمام اچھے کلمات اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے بہترین ذات کے لئے مختص ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بنو عدنان میں سے مبعوث فرمایا، جو سب سے زیادہ درست فیصلہ کرنے والے اور طاقتور و مضبوط امام ہیں، انسانوں اور جنوں کے لئے رسولِ اعظم ہیں، اور درود و سلام آپ کے صحابہ کرام، آپ کی ازواج مطہرات اور آپ کے انصار پر نازل ہو۔ اُس ذات برحق پر ایسا درود و سلام نازل ہو جو اُن کے لیے جنت کے اعلیٰ ترین مقامات پر فائز ہونے کا ذریعہ و وسیلہ بن جائے اور ہم آپ کی ذات ہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہیں۔

امال بعد: کافی عرصہ سے میرے اور میرے بعض فضلاء کے درمیان درج ذیل مسائل کے بارے میں بحث و مباحثہ چلا آ رہا ہے:

- ① اُس فتویٰ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ جس کے خلاف فریق مخالف کا فتویٰ موجود ہو
- ② ایسے حکم کی کیا حیثیت ہے؟ جس کے خلاف کوئی دوسرا حکم موجود نہ ہو؟
- ③ حکام عدالت اور ائمہ یا سربراہان ریاست کے تصرفات کے دائرہ کار کیا ہے؟
- ④ اِس باب میں اختلاف ہے کہ آیا رمضان کے چاند کا ثبوت صرف ایک آدمی کی گواہی سے ثابت ہو جاتا ہے؟
- ⑤ پھر کیا ایک آدمی کے گواہی سے رمضان کا ثبوت اُس شخص کے حق میں بھی ہوگا؟ جس کا مسلک یہ ہے کہ رمضان کے چاند کے ثبوت کے لئے دو آدمیوں کی گواہی ضروری ہے۔ (یعنی جب تک دو آدمی رمضان کا چاند دیکھنے کی گواہی نہ دیں اُس وقت تک رمضان کا ثبوت نہیں ہو سکتا)
- ⑥ اسباب میں بھی اختلاف ہو سکتا ہے کہ یتیموں کے اموال میں سے اگر حاکم کچھ فروخت کر دے تو کیا خرید و فروخت کے اس عقد کے صحیح ہونے کا حکم لگایا جاسکتا ہے؟ کوئی دوسرا شخص اس حکم کو کالعدم قرار دے سکتا ہے؟
- ⑦ جب کسی شخص کا عادل ہونا ثابت ہو جائے؟ تو کیا کوئی دوسرا شخص اس کی ثابت شدہ عدالت کو باطل و کالعدم قرار دے سکتا ہے؟ یا یہ ایک ایسا فیصلہ ہے جسے کالعدم قرار نہیں دیا جاسکتا؟ اور اِس طرح کے دیگر مسائل۔

اس کے علاوہ قاضی و حاکم کے اس فیصلہ کی حقیقت سے متعلق بھی جواب و سوال کا دور ہوا جسے تبدیل نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ اِس سوال کا جواب بڑی شرح و وسط کے ساتھ اسی کتاب میں دیا گیا ہے۔ جبکہ عموماً اِس سوال کا جواب یہی دیا جاتا کہ فیصلہ تو واجب التعمیل اور لازمی ہوتا ہے جبکہ فتویٰ کی حیثیت تو صرف خبر کی ہوتی ہے۔

اس پر بھی یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ لازمی ہونے سے اگر حسی اور جسمانی طور پر لازم ہونا مراد ہے تو حاکم بھی بسا اوقات ظاہری اور حسی طور پر لازم نہیں کر سکتا، مثلاً وہ نظر بند اور قید وغیرہ، کرنے کے قابل نہیں ہوتا، لیکن اس کے باوجود حاکم کا فیصلہ حکم ہی کہلاتا ہے حالانکہ حاکم کا لزوم حسی تو حکم نہیں ہوتا۔ اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ حاکم اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں یہ اطلاع دیتا ہے کہ اللہ کا حکم واجب التعمیل ہوتا ہے تو فتویٰ کی بھی یہی حیثیت ہوتی ہے۔

بعض اوقات فیصلہ ہی اس بات کا ہوتا ہے کہ فلاں چیز لازمی یا واجب التعمیل نہیں مثلاً حاکم کا کوئی ایسا حکم جس کے مطابق حاکم نے فیصلہ کیا اور اس میں ایسا کوئی عنصر موجود نہیں جو کسی فعل کو لازمی قرار دے مثلاً کسی معاملہ میں یہ طے کر لیا جائے کہ فلاں فعل یا امر مباح ہے، یا فلاں معاملہ میں متعلقہ فریق پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جاسکتی۔ ظاہر ہے کہ ایسے فیصلہ میں نہ وجوب کا مفہوم پایا جاتا ہے اور نہ کسی چیز کے لازمی ہونے کا۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حکم کی تفسیر اور وضاحت واجب التعمیل ہونے کے لفظ کے ساتھ کرنا، حکم کی یہ جامع تعریف نہیں ہے۔

اس کے علاوہ حاکم کے حکم کے بارے میں یہ سوال بھی کیا جاتا ہے کہ حاکم کا حکم نفسانی ہے یا لسانی؟ کیا وہ خبر ہے یا انشاء؟ ان سوالات کا جواب کسی نے بھی عمدگی کے ساتھ نہیں دیا ان کے علاوہ اسی طرح کے اور بھی بہت سوالات زیر بحث لائے گئے ہیں۔

میرا ارادہ ہے کہ میری یہ کتاب اس طرح کے حل طلب مشکل مباحث پر مشتمل ہو اور اس کتاب میں سوالات کو اسی انداز میں تحریر کروں گا جس طرح میرے اور ان حضرات کے درمیان بحث و مباحثہ ہوا تھا۔ ہر سوال کا جواب اس کے فوراً بعد دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ احکام اور فتاویٰ کی فروعات کے بارے میں پیچیدہ اور مشکل مسائل کی توضیح پیش کی گئی ہے۔

میں نے اس کتاب کا نام الاحکام فی تمییز الفتاویٰ عن الاحکام و تصرفات القاضی و الإمام رکھا ہے۔ اس کتاب کا موضوع گفتگو چالیس نکات ہیں جنہیں سوال اور جواب کی شکل میں بیان کیا گیا ہے۔ (۴۵)

الاحکام کی انفرادیت اور اقاویت کا اندازہ ان مسائل کو دیکھنے سے آسانی لگایا جاسکتا ہے جنہیں علامہ قرانی نے موضوع بحث بنایا ہے۔ علامہ قرانی نے جن اہم موضوعات پر گفتگو کی ہے ان میں سے چند ایک اس طرح ہیں:

- حاکم عدالت کے فیصلے کی حقیقت
- انسانوں کے پاس فیصلہ کرنے کا اختیار، حاکم اور مفتی کا دائرہ کار،
- مفتی، قاضی اور سربراہ مملکت کے اختیارات
- انشاء اور خبر میں فرق، انشاء، لغت اور عرف کا حکم
- اجتہادی مسائل اور حاکم کا فیصلہ، اجماع اور قابل قبول شرعی دلیل کی بنیاد پر فیصلہ کرنا
- اختلافی مسائل اور حاکم کا فیصلہ حاکم کے فیصلہ کو کا عدم قرار دینا
- حاکم کا ایسا فیصلہ جسے کا عدم قرار نہیں دیا جاسکتا
- حاکم کے حکم اور نذر میں فرق
- حاکم کے اجتہادی فیصلے اور فتویٰ کی حیثیت
- رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی مختلف حیثیتیں
- فتویٰ اور حکم میں فرق، قضاء اور افتاء میں فرق
- نبوت اور رسالت میں فرق، رسول اللہ کے مختلف مناصب
- رسول اللہ ﷺ کے تصرفات کی مختلف جہات رسول اللہ کے ارشادات بحیثیت حاکم، قاضی اور مفتی
- حضرت ابو بکر صدیق ؓ کا بنو حنیفہ کے قیدیوں سے سلوک
- حاکم کے فیصلہ کو کا عدم قرار دینے کی نوعیت
- کیا حاکم کے حکم کو مفتی کا عدم قرار دے سکتا ہے؟
- حاکم کے اس فیصلہ کی حیثیت جو قواعد شرعیہ کے خلاف ہو حکم
- ثبوت اور نفاذ میں فرق

- حاکم کے اقرار اور اُس کے فیصلہ میں فرق
- شرعی سبب اور حاکم کا حکم
- وزارتوں اور سرکاری محکمہ جات کی پندرہ اقسام
- کیا قاضی اپنا فیصلہ کا عدم قرار دے سکتا ہے؟
- اُس فیصلہ کی شرعی حیثیت جس میں گواہان اپنی گواہی سے رجوع کر لیں
- حکام کے ایسے تصرفات جنہیں کوئی دوسرا شخص کا عدم قرار دے سکتا ہے
- حکام کے تصرفات کی بیس قسمیں
- تقلید کی اہمیت و ضرورت
- روایت اور شہادت کے درمیان فرق
- مفتوحہ زمینوں کے احکام
- فرائض کے تارک اور مختلف فیہ محرمات کے مرتکب کے احکام
- قاضی کے اُس فیصلہ کی حقیقت جو اجماع و غیرہ کے خلاف ہو
- عرف و عادت کی بنیاد پر دیئے گئے فتاویٰ کی حیثیت
- جب استفتاء کی عبارت ذومعنی ہو تو مفتی کو کیا کرنا چاہئے:
- فقہی نصوص کے راوی کا معیار
- مشہور فقہی کتابوں کی بنیاد پر فتویٰ دینا غیر معروف فقہی کتابوں کی بنیاد پر دیئے گئے فتاویٰ کی حیثیت
- فتویٰ نویسی میں قلم کا استعمال
- جب ایک دار لافقاء میں کئی مفتی ہوں فتویٰ پر نظر ثانی کرنے کے اصول

○ فتویٰ میں ”واللہ اعلم“ وغیرہ کلمات لکھنا:

○ مبہم فتویٰ دینا: فتویٰ اور مفاد عامہ:

○ فتویٰ اور تفصیلی دلائل:

○ مختلف اقوال اور فتویٰ مفتی اور اظہار حق:

☆ الإحكام فى تمييز الفتاوى عن الأحكام وتصرفات القاضى و الإمام ، کارڈ ترجمہ جو کہ راقم نے کیا ہے ”مفتی، قاضی اور انتظامیہ کے دائرہ ہائے کار“ کے نام سے شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد سے نومبر، ۲۰۰۴ء شائع ہو چکا ہے۔ اَلْإحكام کے ترجمہ کے بارے میں، پروفیسر ڈاکٹر محمد یوسف فاورقی، ڈائریکٹر جنرل شریعہ اکیڈمی، لکھتے ہیں:

”شریعہ اکیڈمی کے رفیق کارڈ ڈاکٹر غلام یوسف صاحب فقہ اسلامی کے متخصص ہیں، علوم فقہ میں فتاویٰ اُن کی دلچسپی کا میدان رہا ہے، اُنہوں نے الإحكام کی مشکل اور فنی مباحث کو آسان اور رواں اردو زبان میں منتقل کیا ہے۔ اُمید ہے کہ الإحكام کا یہ ترجمہ علماء، قانون دان اور متخصصین فقہ کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا اردو ادب میں یہ ترجمہ ان شاء اللہ، ایک نیا اضافہ اور فقہ کا ایک ضروری ماخذ ثابت ہوگا۔“ (۴۶)

علامہ قرانی کی تصانیف

علامہ قرانی کی تمام تصانیف زبان و بیان، بحث و تحقیق، تدقیق و لحاظ سے منفرد ہیں اور علامہ قرانی کا انوکھا اسلوبِ تالیف، انتخاب اور تحقیق، جمع و ترتیب، منفرد اندازِ استنباط تمام کتب میں نمایاں اور ممتاز نظر آتا ہے۔ اُن کے قریبی ساتھی اور دور کے لوگ بھی اُن کی ان صلاحیتوں کے زبردست معترف دکھائی دیتے ہیں۔ ”الفروق“ کے علاوہ اُن کی دیگر تصانیف نہ بھی ہوتیں تو یہ ایک کتاب ہی علم میں اُن کی علمی بزرگی اور شرافت پر بطور دلیل کافی تھی۔ اُن کی کتاب ”الفروق“ اپنی مثال آپ ہے اس کتاب میں حیرت انگیز عجیب و غریب اور ایسے

نادر نکات کو بیان کیا گیا ہے۔ جن کی نظیر نہ ان سے پہلے لوگوں کی تصانیف میں ملتی ہے اور نہ ان کے بعد کے لوگوں میں۔ شمس الدین بن عدلان شافعی فرماتے ہیں، علامہ قرائی نے گیارہ ماہ کے قلیل عرصہ میں اٹھارہ مختلف علوم و فنون پر کتابیں تصنیف فرمائیں (۴۷)

مختلف علوم و فنون پر ان کی تصانیف کی تعداد چوبیس کے قریب ہے جن میں سے چند ایک مطبوعہ، اور بقیہ غیر

مطبوعہ ہیں:

- ۱- الأجوبة الفاخرة عن الأسئلة الفاجرة في الرد على النصارى و اليهود. مطبوعہ
- ۲- الأجوبة عن الأسئلة الواردة على خطب ابن نباتة.
- ۳- الاحتمالات المرجوحة.
- ۴- الإحكام في تمييز الفتاوى عن الأحكام وتصرفات القاضى و الإمام،
- ۵- ادلة الوحّدانية في الرد على النصرانية.
- ۶- الاستبصار فيما لا يُدرک بالأبصار (۴۸)
- ۷- الاستغناء في أحكام الاستثناء. مطبوعہ
- ۸- الأمانة في إدراك النية.
- ۹- الانتقاد في الاعتقاد.
- ۱۰- البارز للكفاح في الميدان.
- ۱۱- البيان في تعليق الأيمان.
- ۱۲- التعليقات على المنتخب.
- ۱۳- تنقيح الفصول في الأصول. مطبوعہ

- ۱۴ - الذخيرة في الفقه المالكي. دس جلدوں میں متعدد بارشائع ہو چکی ہے۔
- ۱۵ - شرح الأربعين في أصول الدين للفخر الرازي.
- ۱۶ - شرح المهذب للبرذعي المالكي.
- ۱۷ - شرح الجلاب.
- ۱۸ - شرح تنقيح الفصول. مطبوعہ
- ۱۹ - العقد المنظوم في الخصوص والعموم في الأصول.
- ۲۰ - الفروق (أنوار البروق في أنواع الفروق) چار جلدوں میں متعدد بارشائع ہو چکی ہے۔
- ۲۱ - المنجيات و الموبقات في الأدعية وما يجوز منها وما يكره وما يحرم.
- ۲۲ - المناظر، في الرياضيات.
- ۲۳ - نفائس الأصول في شرح المحصول. ۹ جلدوں میں متعدد بارشائع ہو چکی ہے۔
- ۲۴ - اليواقيت في أحكام الموقيت. (۴۹)

علامہ قرائی ساری زندگی طلبہ، علماء اور عوام کی علمی پیاس بجھاتے رہے اور انہیں اپنے علوم و فنون سے سیراب کرتے رہے۔ علامہ قرائی کی وفات جمادی الاخرہ ۶۸۴ھ کو ہوئی اور قرآنہ ہی میں ان کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی قبر کو رحمت کے نور سے منور فرمائے آمین۔ (۵۰)

حواشي وتعليقات

- (١) كماله محمد رضا، محم المولفين، تراجم مصنفين الكتب العربية، ١: ١٥٨-١٥٩، مكتبة الحاشي، دار احياء التراث العربي، بيروت، ص ١١٠.
- (٢) شيخ عبدالفتاح ابو غدة، مقدمة: الاحكام في تمييز الفتاوى عن الاحكام وتصرفات القاضى و الامام، ص: ٢١، مكتب المطبوعات الاسلامية، حلب، ١٣١٦هـ/ ١٩٩٥ء
- (ii) ابن فرحون مآكى، قاضى ابراهيم بن نور الدين، الديباج المذهب في معرفة اعيان علماء المذهب، ص: ١٢٨، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٩٩٦ء.
- (iii) حاجي خليفة، مصطفى بن عبدالله، كشف الظنون عن اسامى الكُتُبِ و الفنون، ٥: ٨٢-٨٣، دار احياء التراث العربي، بيروت، ١٩٨١ء.
- (٣) الديباج المذهب، ص: ١٢٩.
- (ii) جمال الدين يوسف بن ثعربى، التابكى، المنهل الصافى والمستوفى بعد الوافى، ١: ٢١٥، ترجمه نمبر ١٣١، مطبعة دار الكتب المصرية، قاهره، ١٩٥٦ء.
- (iii) مرزا محمد باقر موسى، اصهبانى، روضات الجنات، فى احوال العلماء والسادات، ١: ٣٣٦، ترجمه رقم: ١١٨، مكتبة اسماعيليان، تهران، ١٣٩٠هـ.
- (٣) شيخ عبدالفتاح ابو غدة، مقدمة: الاحكام، ص: ٢١-٢٢.
- (٥) الديباج المذهب في معرفة اعيان علماء المذهب، ص: ١٢٨.
- ٢- ابواسحاق أحمد عبد الرحمن، مقدمة التحقيق، الذخيرة فى فروع المالكية، للقرائى، ١: ٥٠، دار الكتب العلمية، بيروت، ٢٠٠١ء.
- (٢) الديباج المذهب في معرفة اعيان علماء المذهب، ص: ١٢٨.
- (٤) قرائى، شهاب الدين ابوالعباس احمد بن ادريس مصرى مآكى، الفروق، أنوار البروق فى انواء الفروق، ٢: ١٥٤، فرق نمبر: ٩٥، دار الكتب العلمية، بيروت، سن ندار.
- (٨) الفروق، ٣: ٢٥١، فرق نمبر: ٢٦٩.

- (٩) الديباج المذهب في معرفة أعيان علماء المذهب، ص: ١٢٩-
- (١٠) الفروق، ٣: ٢٠٨، فرق نمبر: ٢٥٣-
- (١١) الفروق، ٣: ٢٢٣، فرق نمبر: ٢٥٤-
- (١٢) شيخ عبدالفتاح البوغدة، مقدمة: الاحكام، ص: ٢٣-
- (١٣) الفروق، ٣: ٢٦٣، فرق نمبر: ٢٤٢-
- (١٤) شيخ عبدالفتاح البوغدة، مقدمة: الاحكام، ص: ٢٣-
- (١٥) الفروق، ١: ٤٦، فرق نمبر: ٣-
- (١٦) الفروق، ١: ٤٦، فرق نمبر: ٣-
- (١٧) شيخ عبدالفتاح البوغدة، مقدمة: الاحكام، ص: ٢٣-
- (١٨) الفروق، ١: ٤٦، فرق نمبر: ٣-
- (١٩) بخارى، ابو عبداللہ محمد بن اسماعيل، صحيح البخارى، كتاب الادب، باب المداراة مع الناس، رقم: ٥٦٦٦، قديمى كتب خانہ كراچى، ١٩٦١ء
- (٢٠) الاسراء، ١: ٨٥-
- (٢١) ط، ٢٠: ١١٣-
- (٢٢) شيخ عبدالفتاح البوغدة، مقدمة: الاحكام، ص: ٢٣-
- (٢٣) شيخ جلال الدين السيوطى شافعى، حسن المحاضرة في تاريخ مصر والقاهرة، "ذكر من كان من الأئمة المجتهدين" ١: ٤٣، مطبعة ادارة الوطن، القاهرة، مصر، ١٢٩٩هـ-
- (٢٤) الديباج المذهب، ص: ١٢٩-
- (ii) شيخ جلال الدين السيوطى شافعى، حسن المحاضرة في تاريخ مصر والقاهرة، "ذكر من كان من الأئمة المجتهدين" ١: ٤٣، مطبعة ادارة الوطن، القاهرة، مصر، ١٢٩٩هـ-
- (iii) مرزا محمد باقر موسوى، اصمبھانى، روضات الجنات، في احوال العلماء والسادات، ١: ٣٣٦، ترجمہ رقم: ١١٨، مکتبہ اسماعيليان، تہران، ١٣٩٠هـ-

(۲۶) شہاب الدین ابو العباس احمد بن اورئیس قرانی، نفائس الأصول، فی شرح المحصول، ۱: ۳۴۰، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکتبہ المکرمۃ، الرياض، ۱۹۹۷ء۔

(۲۷) ملک کامل سے ابوالعانی، ناصر الدین مراد محمد بن محمد ملک کامل، ہیں ان کا تعلق سلاطین ایوبیہ سے تھا، عربی ادب، شعر شاعر سے لگاؤ تھا، ان کی پیدائش مصر میں، (۵۷۶ھ) ہوئی، اپنے والد کی وفات کے بعد مصر اور شام کے بعض علاقوں پر مستقل طور پر حکمرانی کی، ان کی وفات ۶۳۵ھ میں ہوئی۔ عادل احمد عبدالموجود، علی محمد معوض، حاشیہ نمبر: ۱، نفائس الأصول، فی شرح المحصول، ۱: ۳۴۱، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکتبہ المکرمۃ، الرياض، ۱۹۹۷ء۔

(۲۸) شہاب الدین ابو العباس احمد بن اورئیس قرانی، نفائس الأصول، فی شرح المحصول، ۱: ۳۴۱، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکتبہ المکرمۃ، الرياض، ۱۹۹۷ء۔

(ii) علامہ احمد تیور پاشانے بھی یہ واقعہ (کتاب احمد تیور پاشا، التصویر عند العرب، ص: ۷۹، ۱۰۴، مطبوعہ لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر، القاہرہ ۱۹۴۲ء) ابن طولون کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

☆ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: استاذ عبدالمجید وانی کا تحقیقی اور طویل مقالہ جو کہ ”علماء فنانون: امام قرانی“ کے عنوان سے ”مجلة الوعی الاسلامی“ کے شمارہ نمبر: ۲۰، ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء ص: ۵۳-۵۹، وزارت اوقاف کویت، سے شائع ہوا۔

(۲۹) الدیباچ المذہب، ص: ۱۳۰۔

(۳۰) الفروق، ۱: ۵۱، ۲: ۱۰۳، ۳: ۷۷، ۴: ۶، فرق نمبر: ۱۰۳۔

(۳۱) شیخ عبدالفتاح الیوغدی، مقدمہ: الاحکام، ص: ۱۷۔

(۳۲) ۱۰۶: ۲، فرق نمبر: ۷۸، ۴: ۲۲۳۔

(۳۳) الدیباچ المذہب فی معرفۃ اعیان علماء المذہب، ص: ۱۲۹۔

(۳۴) تبصرۃ الاحکام ابن الفرحون، برہان الدین ابو الوفاء ابراہیم بن شمس الدین عبداللہ، تبصرۃ الاحکام فی أصول الاقصیہ و مناجج الاحکام، ۱: ۶۰، ۲: ۱۶، ۳: ۶۰، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۰۱ھ۔

(۳۵) علاء الدین ابوالحسن علی بن خلیل طرابلسی، حنفی، معین الاحکام، فیما یتردد بین المخصمین من الاحکام، ص: ۱۲۶، مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی، القاہرہ، مصر، ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء۔

(۳۶) الفروق، ۲: ۵۳، فرق نمبر: ۲۲۵۔

(۳۷) تبصرۃ الاحکام، ۱: ۵۶، ۵۸، ۶۱، ۶۲۔

- (۳۸) مُعِين الْحَكَام (۷) ص: ۲۷
- (۳۹) شیخ عبدالفتاح ابوغدہ، مقدمہ: الاحکام، ص: ۱۷۔
- (۴۰) شیخ عبدالفتاح ابوغدہ، مقدمہ: الاحکام، ص: ۱۸۔
- (۴۱) الفروق، ۱: ۵۱؛ ۲: ۱۰۳-۱۰۵؛ ۳: ۶-۷۔
- (۴۲) الفروق، ۲: ۱۰۶؛ رقم نمبر: ۷۸۔
- (۴۳) شیخ عبدالفتاح ابوغدہ، مقدمہ: الاحکام، ص: ۱۹۔
- (۴۴) شیخ عبدالفتاح ابوغدہ، مقدمہ: الاحکام، ص: ۱۹-۲۰۔
- (۴۵) الاحکام، ص: ۳۰-۳۲۔
- (۴۶) الاحکام، ”مفتی، قاضی اور انتظامیہ کے دائرہ ہائے کار“، ص: ۱۰، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد سے نومبر، ۲۰۰۳۔
- (۴۷) الدیاج المذہب، ص: ۱۲۹۔
- (۴۸) یہ کتاب علم کلام کے موضوع پر ہے، اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ، مکتبہ اُسدی اُفندی، استنبول میں نمبر ۱۲۷ کے ذیل میں موجود ہے۔
- (۴۹) الدیاج المذہب، ص: ۱۲۹۔
- (ii) کشف الطون عن اسامی الکُتُب و الفنون، ۵: ۸۲-۸۳۔
- (iii) معجم المؤلفین، تراجم مصنفین الکتب العربیہ، ۱: ۱۵۸-۱۵۹۔
- (iv) جمال الدین یوسف بن ثعربی، تاجی، المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی، ۱: ۲۱۵، ترجمہ رنگ، ۱۳۱، مطبعہ دارالکتب المصریہ، قاہرہ، ۱۹۵۶ء
- (v) حسن المحاضرة فی تاریخ مصر والقاهرہ، ذکر من کان من الائمة المجہدین، ۱: ۱۷۳۔
- (۵۰) الدیاج المذہب، ص: ۱۲۹۔